

مولائے کریم کا عفو و کرم

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ناشر
ادارۂ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی
www.hazratmeersahib.com

بہ فیضِ صحبتِ ابرار، یہ دردِ محبت ہے
بہ اُمیدِ نصیحت دوستو اس کی اشاعت ہے

محبت تیرا صدقہ ہے ثمر ہے تیرے نازوں کے
جو میں یہ نشر کرتا ہوں خزانے تیرے رازوں کے

انتساب

یہ انتساب

شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
اپنی حیاتِ مبارکہ میں اپنی جملہ تصانیف پر تحریر فرمایا کرتے تھے۔

احقر کی جملہ تصانیف و تالیفات

مرشدنا و مولانا محی السنۃ حضرت اقدس شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اور

حضرتِ اقدس مولانا شاہ محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

کی

صحبتوں کے فیوض و برکات کا مجموعہ ہیں

احقر محمد اختر عفا اللہ تعالیٰ عنہ

ضروری تفصیل

نامِ وعظ: مولائے کریم کا عفو و کرم

نامِ واعظ: محبی و محبوبی مرشدی و مولائی سراج الملت والدین شیخ العرب والعجم عارف باللہ قطب زماں مجدد دوراں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ وعظ: بروز اتوار ۲۳؍جمادی الثانی ۱۴۰۷ھ مطابق ۲۲ فروری ۱۹۸۷ء

مقام: ٹنڈو جام، سندھ

موضوع: اللہ تعالیٰ کا بے پایاں عفو و کرم اور اصلاحِ قلب کی اہمیت

مرتب: حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم
خادم خاص و خلیفہ مجاز بیعت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

اشاعتِ اوّل: ۱۲ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۵ نومبر ۲۰۱۴ء

ناشر: اِدارۃ تالیفاتِ اختریہ
بی ۸۴، سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی، گلستانِ جوہر بلاک نمبر ۱۲ کراچی

فہرست



مولائے کریم کا عفو و کرم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِیْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا ○

وقال تعالٰی:

وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا ○

(سورۃ البقرۃ، آیت:۲۸۶)

مخلوق کے شر سے حفاظت کا وظیفہ

ابھی آپ حضرات کو تینوں قل کا عمل بتایا گیا ہے یعنی قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ، قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ۔ مشکوٰۃ شریف کی روایت ہے کہ جو شخص انہیں صبح و شام تین تین مرتبہ پڑھے گا وہ تمام مخلوق کے شر سے محفوظ رہے گا، چاہے وہ مخلوق انسان ہو یا جنات۔ سارے جہان کے مالک اور خلاق جس نے سانپ، بچھو، شیاطین اور ایسی تمام مخلوقات جو ہم کو اذیت پہنچا سکتی ہیں اپنی حکمت کے تحت پیدا کیں اسی نے ان کے شرور سے بچنے کے لیے یہ آیات بھی نازل فرمادیں اور سرورِ کائنات محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام زندگی انہیں صبح و شام پڑھا کرتے تھے۔ سب سے بڑی چیز ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریقہ اور عمل ہے، نبوت اور سنتِ نبوت پر چلنا خود ایک امتی کے لیے عظیم الشان انعام ہے، تو اسے بیک وقت دو دو نعمتیں ملیں یعنی مخلوق کے شر سے حفاظت بھی اور سنت نبویہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پسندیدہ عمل اختیار کرنے کی توفیق بھی۔

درود شریف پڑھنے کی فضیلت

میرے شیخ حضرت شاہ عبد الغنی پھولپوری صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ درود شریف پڑھنے والے کے دونوں ہاتھ میں لڈو ہوتے ہیں، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کا نام منہ سے نکلتا ہے یعنی اے اللہ! درود بھیج محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر۔ تو درود شریف ایسا مبارک وظیفہ ہے جس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں کا نام منہ سے نکلتا ہے اور اللہ تعالیٰ درود شریف پڑھنے والے پر دس رحمتیں نازل کرتے ہیں اور درود شریف ہمیشہ قبول کیا جاتا ہے۔ قیامت کے دن درود شریف پڑھنے والا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہوگا اور اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت ملے گی، مومن جو عاشق ہے اللہ اور اس کے رسول کا اور عاشق کو دنیا میں سب سے زیادہ محبت اللہ تعالیٰ کی ہوتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہوتی ہے، اگر طبعاً نہ بھی ہو تو عقلاً تو ضرور ہوتی ہے کہ اللہ اور رسول سے بڑھ کر کون ہوسکتا ہے۔ تو درود شریف پڑھنے سے ایک عاشق دو کریموں کے درمیان آ گیا۔

یارب! تو کریمی و رسولِ تو کریم
صد شکر کہ ما ایم میانِ دو کریم

یہ شعر میرے شیخ پڑھا کرتے تھے کہ اے رب آپ بھی کریم ہیں اور آپ کا رسول بھی کریم ہے، سینکڑوں شکر ہے کہ ہم دو کریم کے درمیان میں ہیں۔ درود شریف پڑھتے ہی انسان دو کریموں کے بیچ میں آ جاتا ہے، جو کشتی دو کریم کشتیوں کے بیچ میں ہو وہ بھلا کیسے ڈوبے گی اور کریم اسے کہتے ہیں جو نالائقوں پر بھی کرم کردے جیسے ایک شخص اپنا گھٹیا سودا لیے بیٹھا ہے جسے کوئی نہیں خریدتا، وہ حالتِ نااُمیدی میں ہے کہ ہائے! میرا سودا تو کوئی خریدتا ہی نہیں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص یہ دیکھ کر اس

کا کھوٹا سودا خرید لیتا ہے، اس کو کریم کہتے ہیں کہ نالائق پر بھی فضل کر دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ کریم ہے اور اللہ کا رسول بھی کریم ہے، کوئی اللہ تعالیٰ سے حضور ﷺ کے صدقے میں مانگے تو سہی، اگر کوئی بھیک کا پیالہ بھی نہ لے جائے تو پھر اس کا کیا علاج لہٰذا تمہارا گناہوں سے ٹوٹا پھوٹا جیسا پیالہ بھی ہو اللہ تعالیٰ کے دربار میں لے جاؤ۔ دنیاوی لوگ تو اگر پیالے میں سوراخ ہو تو کہیں گے کہ اس میں کیسے دیں، جو بھی دیں گے وہ گر جائے گا، لیکن اللہ اور اس کے رسول ﷺ دو ایسے کریم ہیں کہ درود شریف پڑھنے والا دو کریموں کے درمیان ہو جاتا ہے اس لئے کوئی محروم نہیں رہتا، اگر پیالہ ٹوٹا پھوٹا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اسے بدلنا بھی جانتے ہیں۔

وُسعتِ قلبِ عاشقاں ارض وسما سے کم نہیں

بعض لوگ کہتے ہیں کہ چھوٹا منہ ہے بڑی بات کیسے مانگیں، یہ تو اولیاء اللہ کے مانگنے کی چیز ہے۔ میں کہتا ہوں یہ چھوٹا منہ اور بڑی بات تو وہاں چلتی ہے جو منہ بنانا نہ جانتا ہو مگر جس نے ہمارا چھوٹا منہ بنایا ہے وہ اسے بڑا بھی کر سکتا ہے، آپ ان کے دربار میں امید لے کر جائیے۔ ایک بزرگ نے فرمایا کہ ایک غریب آدمی سے ہاتھی والے نے دوستی کر لی، غریب آدمی نے کہا کہ آپ مجھ سے دوستی تو کر رہے ہیں لیکن میرا دروازہ چھوٹا ہے، آپ کا ہاتھی اس میں سے کیسے آئے گا؟ اس فیل بان نے کہا کہ میں جس سے دوستی کرتا ہوں اس کا دروازہ خود بڑا بنا دیتا ہوں، میں خود تو چھوٹا نہیں بن سکتا لیکن دروازہ بڑا بنا سکتا ہوں۔ اسی طرح اللہ بڑے ہیں، چھوٹا بننا ان کی شان نہیں لیکن چھوٹے یعنی نالائق کو لائق کر سکتے ہیں کیونکہ وہ جس دل کا انتخاب کرتے ہیں اسے بڑا بنا دیتے ہیں۔

جو دل پر ہم ان کا کرم دیکھتے ہیں
تو دل کو بہ از جامِ جم دیکھتے ہیں

جس دل کو اللہ تعالیٰ منتخب فرمالیتے ہیں اس دل میں اپنی عظمتیں اور اخلاقی بلندیاں اور نجانے کیا کیا عطا کردیتے ہیں کہ آسمان و زمین کی گردشیں اور کائنات کی وسعت قلوبِ اولیاء کے سامنے چھوٹی ہوجاتی ہیں۔ مجھے اپنا ایک شعر یاد آیا؎

ان کی نظر کے حوصلے رشکِ شہانِ کائنات
وسعتِ قلبِ عاشقاں ارض و سما سے کم نہیں

اور مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں؎

گر تو قدِّ سرو را گوئی دوتا
گر تو ماہ و مہر را گوئی خفا
گر تو کان و بحر را گوئی فقیر
گر تو عرش و چرخ را گوئی حقیر

اے اللہ! سرو کا درخت، جس کی سیدھائی سے محبوب کے قد کو تشبیہ دی جاتی ہے سارے شعراء اپنی شاعری میں سرو کی سیدھائی کو بطور حُسنِ محبوب کے استعمال کرتے ہیں تو اگر آپ سرو کے سیدھے درخت سے کہہ دیں کہ تو ٹیڑھا ہے، تیرے اندر کجی ہے، اور سورج اور چاند سے کہہ دیں کہ تم میں کوئی روشنی نہیں ہے، تم بے نور ہو، تمہارے چہرے پھیکے ہیں، اگر آپ سونے کی کانوں اور کروڑوں کا موتی رکھنے والے سمندروں کو فقیر کہہ دیں اور کہ تم لوگ قلاّش ہو، بھک منگے ہو، محتاج ہو، تمہاری کوئی حقیقت نہیں۔ یہ مولائے روم کا مضمون ہے!

مولوی ہرگز نہ شد مولائے روم
تا غلامِ شمس تبریزی نہ شد

یہ جلال الدین، پہلے ملا رومی تھا لیکن شمس الدین تبریزی کی صحبت سے کہاں سے کہاں پہنچا۔ انڈے میں کوئی جان نہیں ہوتی لیکن مرغی کے پروں میں کچھ دن رہنے کے بعد انہیں اجزائے بیضہ میں، اُسی سفیدی اور زردی کے مرکب میں ایسی جان آجاتی ہے کہ تمام علائق اور چھلکے کی دیواریں اپنی چونچ سے توڑ کر باہر آجاتا ہے، اللہ والوں کی صحبت سے بھی ایسی حیات عطا ہوتی ہے کہ تمام دنیا کی قید و بند اور طوق و سلاسل کو توڑ دیتا ہے۔ خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ۔

کھینچی جو اک آہ تو زنداں نہیں رہا
مارا جو ایک ہاتھ گریباں نہیں رہا

ابھی مولانا رومی کے دلائل ختم نہیں ہوئے۔ وہ ایک خاص بات اللہ تعالیٰ کی عظمت کی بتانا چاہ رہے ہیں، اس کے لئے یہ سب مقدمات بیان کررہے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

گر تو کان و بحر را گوئی فقیر
گر تو عرش و چرخ را گوئی حقیر

اے اللہ! عرشِ اعظم کو اور آسمانوں کو کہہ دیں کہ تم حقیر مخلوق ہو۔

ایں بہ نسبت باکمال تو رواست
ملک و اقبال و غنا ہا مر تراست

تو یہ آپ کے کمالات کے لیے روا ہے، ملک و اقبال مندی اور غنا، یہ آپ ہی کے لیے زیبا ہے، آپ جس کو جو چاہے کہہ دیں، کسی کی مجال نہیں کہ کچھ بولے۔

تَبَّتْ يَدَا کے شروع میں قُلْ نازل نہ ہونے کا راز

اسی لئے چاروں قُل کے بارے میں ایک تفسیری نکتہ اللہ تعالیٰ کی مالکیت اور مخلوق پر ان کی حاکمیت کے بارے میں بیان کرتا ہوں۔ علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ

فرماتے ہیں کہ جہاں یہ چاروں سورتیں جن میں قُل آتا ہے نازل ہوئی ہیں وہیں تَبَّتْ يَدَا بھی تو نازل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے وہاں قُل کیوں نہیں لگایا؟ یہ علامہ آلوسی وہ مفسّر ہیں جن کے بارے علّامہ انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ دنیا میں علامہ آلوسی جیسا بڑا مفسر پیدا نہیں ہوا۔ طالبِ علمی میں ان کے غربت و افلاس کا یہ عالم تھا کہ، خود فرماتے ہیں

كُنْتُ أُطَالِعُ فِيْ ضَوْءِ الْقَمَرِ

(روح المعاني ج ١: خطبة المصنف، مكتبه دار إحياء التراث العربي، بيروت)

چاند کی روشنی میں مطالعہ کرتے تھے، چراغ جلانے کے لیے پیسے نہ تھے، مالدار لڑکے ان کو حقیر سمجھتے تھے لیکن جب عربی زبان میں تیس جلدوں میں تفسیر روح المعانی تیار ہوئی تو مالداروں نے جوتیاں اٹھائیں کہ ہمیں کیا خبر تھی کہ تم گدڑی میں لعل ہو۔

گدڑی پہ لعل، لعل پہ گدڑی چڑھی ہوئی
مشکل ہے تیرے لعل تک ناداں کی دسترس

تو علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تَبَّتْ يَدَا میں قُل کیوں نہیں نازل ہوا؟ اس لیے کہ چونکہ ابولہب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا اور بھتیجے کے منہ سے چچا کے ہاتھ ٹوٹ جانے کا سن کر خاندان والوں کو بغض ہوجاتا اور وہ ایمان نہ لاتے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے بلندیِ کردار کے تحفظ کے لیے، نبی کے خاندان سے بہت لوگوں کو اسلام میں لانے کے لیے قُل نازل نہیں فرمایا، اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ کہلایا جاتا تو تاریخ اسے معیوب سمجھتی جبکہ اللہ تعالیٰ کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنے بندوں کو جو چاہے، کہیں۔ اللہ خالق ہے، وہ اپنی مخلوق کو جیسے چاہے خطاب کرے، چنانچہ تَبَّتْ يَدَا کے شروع میں قُل نازل نہیں فرمایا اور بھتیجے کی زبان سے ابولہب کے لئے بددُعا نہ کہلوائی بلکہ خود اعلان فرمایا کہ ابولہب کے دونوں

ہاتھ ٹوٹ جائیں۔ لہٰذا ابولہب کے خاندان کے بہت سے لوگ ایمان لائے، جن کے ایمان کے لئے یہاں قُل نازل نہیں فرمایا۔ اگر قُل نازل فرماتے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بلندی اخلاق کے بارے میں اِسے معیوب سمجھا جاتا۔ یہ ہے اللہ تعالیٰ کے کلام کی حکمت و بلاغت۔

اللہ تعالیٰ کی عظمت اور شانِ کبریائی کو سامنے رکھ کر دُعا مانگیں

خیر یہ بات تو درمیان میں یاد آ گئی میں یہ کہہ رہا تھا کہ یہ کبھی نہ سوچو کہ میرا منہ تو چھوٹا ہے میں اللہ سے بڑی بات کیسے مانگوں، اپنا منہ دیکھ کر نہ مانگو بلکہ اللہ تعالیٰ کی شانِ کبریائی اور بڑائی دیکھ کر اللہ سے مانگو، عقلمند وہ ہے جو کریم کی شانِ کرم کو دیکھے۔ مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بعض لوگ اپنے گناہوں سے بڑے مایوس ہوتے ہیں کہ ہم کیسے توبہ کریں؟ ہماری توبہ کیسے قبول ہوگی؟ ہم تو بڑے گنہگار ہیں، خدا ہمیں کیسے بخشے گا؟ ہماری تاریخ تو بڑی سیاہ ہے، ہمارا ماضی بڑا بھیانک ماضی ہے اور نامۂ اعمال میں سیاہ ہی سیاہ اعمال ہیں۔ یہ بظاہر تو خاکساری دِکھا رہے ہیں کہ میں تو بڑا گنہگار ہوں۔ اللہ تعالیٰ میرے گناہ کیسے معاف کریں گے لیکن اصل میں یہ انتہائی متکبر ہیں کہ اپنے گناہوں کو اللہ کی شانِ کرم سے بڑھ کر سمجھتے ہیں، نعوذ باللہ! تمہاری خطائیں اللہ کے رحم و کرم سے بھی بڑی ہو گئیں، اللہ کی شانِ مغفرت سے تم نے نظریں ہٹا لیں اور اپنے اوپر نظریں کر لیں جیسے ایک مچھر بیل پر بیٹھ گیا اور پھر اُڑ کر کہا کہ معاف کیجئے آپ کو تکلیف دی، میں آپ کی اجازت کے بغیر بیٹھ گیا اور آپ کی کمر کو کرسی بنا لیا، اب میں جا رہا ہوں اور آپ سے معافی چاہتا ہوں بیل نے کہا کہ تم کیا اور تمہاری دی ہوئی تکلیف کیا، مجھے تو تمہارا بیٹھنا معلوم بھی نہ ہوا اگر تم نہ بتاتے تو مجھے تو پتا بھی نہ چلتا یعنی تم اتنے حقیر ہو، اتنے ہلکے ہو کہ مجھے تمہارا وزن

محسوس ہی نہیں ہوا۔ اسی طرح اللہ کی عظمت اور شانِ رحمت کے آگے خود انسان کیا اور اس کے گناہ کیا۔

اللہ تعالیٰ کی غیر محدود رحمت

حضرت ڈاکٹر عبدالحی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جونپور میں حضرت حکیم الامت کے خلیفہ تھے۔ پھولپور میرے شیخ سے ملنے آیا کرتے تھے تو ہم حضرت حکیم الامت کے دونوں خلفاء کا سنگم یعنی ملاقات دیکھا کرتے تھے، عجیب مزہ آتا تھا۔ ایل ایل بی علیگ تھے، مسٹر تھے، لیکن حکیم الامت کی صحبت کی برکت سے کیا سے کیا ہوئے کہ بڑے بڑے علماء مولانا رفیع عثمانی، مولانا تقی عثمانی، مولانا مشرف علی تھانوی وغیرہ ان کی جوتیاں اُٹھاتے تھے ؎

تو نے مجھ کو کیا سے کیا شوقِ فراواں کردیا

پہلے جاں پھر جانِ جاں پھر جانِ جاناں کردیا

فرماتے ہیں کہ کراچی اتنا بڑا شہر اور لاکھوں کی اس کی آبادی ہے۔ ان لاکھوں لوگوں کا پیشاب پاخانہ سمندر میں جس جگہ گرتا ہے وہاں سمندر کی ایک لہر سارے کراچی کی گندگی دھودیتی ہے، اسی سمندر کے پانی سے وضو وغسل کرکے کوئی امام مسجد نماز پڑھادے تو نماز بالکل ہوجائے گی، سمندر کا پانی کبھی ناپاک نہیں ہوسکتا۔ تو کیا اللہ کی رحمت اور مغفرت کی لہر توبہ کی برکت سے بندوں کے گناہوں کی گندگی نہ دھودے گی۔ کراچی کی آبادی ایک کروڑ کے لگ بھگ ہے اور سمندر کی یہ لہر اللہ کی مخلوق ہے اور محدود ہے اور اللہ کی رحمت لامحدود ہے اور اس کی رحمت کے سمندر کی موجیں بھی لامحدود ہیں تو جب محدود لہریں انسانوں کی گندگی کو صاف کرسکتی ہیں تو کیا اللہ کی رحمت کی لامحدود لہریں انسانوں کے گناہوں کو ختم کرنے سے عاجز ہوں گی؟ یہ کیسی بیوقوفی ہے۔ اسی طرح بارود بھی

اللہ کی مخلوق ہے، ذرا سا بارود پہاڑوں میں رکھ دوتو پہاڑوں کے ٹکڑے اڑ جاتے ہیں تو کیا رحمتِ الٰہی گناہوں کے پہاڑ کو نہ اڑا دے گی لہٰذا ایسا نہیں ہوتا کہ انسان استغفار کرے اور اسے معاف نہ کیا جائے، اگر معاف نہ کرنا ہوتا تو اللہ تعالیٰ معافی مانگنا بھی نہیں سکھاتے۔

بیوقوفی قہرِ خداوندی ہے

جو آیت اس وقت پڑھی ہے اس میں معافی مانگنا سکھایا گیا ہے کہ کہو وَاعْفُ عَنَّا اے اللہ! ہم کو معاف کر دیجئے۔ جب بادشاہ یا صدرِ مملکت خود مضمون بنا کر کسی کے یہاں رجسٹری کر رہا ہے کہ اس مضمون کی درخواست دوتو ملازمت مل جائے گی پھر بھی وہ شبہ کر رہا ہے تو اس احمق کا کیا علاج ہے؟ احمقوں کا کوئی علاج نہیں، حماقت بھی اللہ تعالیٰ کے قہر کی ایک شکل ہے، اللہ تعالیٰ اپنے قہر سے ہم کو بچائے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک شخص سے بھاگے جا رہے تھے، کسی نے کہا کہ آپ اتنا تیز تو کبھی نہیں چلتے تھے تو فرمایا کہ میں ایک احمق سے بھاگ رہا ہوں، کہا کہ آپ تو نبی ہیں، آپ کو اللہ نے معجزات دیئے ہیں کہ اندھے کو بینا کر دیں اور کوڑھی پر ہاتھ پھیر دیں تو وہ اچھا ہو جائے، اسی طرح حماقت کو بھی ٹھیک کر دیجئے، فرمایا کہ حماقت اللہ تعالیٰ کا قہر وعذاب ہے، حماقت کے قہر وعذاب کو نبی بھی نہیں ٹال سکتا۔ اس لیے بزرگ یہی دعا کیا کرتے ہیں کہ اے اللہ! عقل میں سلامتی عطا فرما۔

اصلاحِ قلب کی اہمیت

حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ہر وعظ کے بعد یہی دعا ہے کہ اے اللہ! عقل سلیم، فہم سلیم، قلب سلیم عطا فرما۔ جب دل سلیم ہوتا ہے تو آنکھیں بھی سلیم ہو جاتی ہیں، دل گندا ہوتا ہے تو ہر طرف گندگی

نظر آتی ہے۔ اسی لیے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

اَلَا وَاِنَّ فِی الْجَسَدِ مُضْغَةً اِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ
وَاِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهٗ اَلَا وَهِیَ الْقَلْبُ

(متفق علیہ)(مشکوٰۃ: کتاب البیوع باب الکسب وطلب الحلال، ص ۲۴۱)

تحقیق جسم میں گوشت کا ایک ٹکڑا ہے اگر وہ اچھا ہوتا ہے تو تمام جسم اچھا ہوتا ہے یعنی جسم سے نیک اعمال اور اچھے اخلاق ظاہر ہوتے ہیں اور اگر وہ بگڑ جاتا ہے تو سارا جسم بگڑ جاتا ہے یعنی جسم سے برے اخلاق اور برے اعمال صادر ہونے لگتے ہیں۔ خوب سمجھ لو کہ گوشت کا وہ ٹکڑا دل ہے۔ لہٰذا عقل کو سلیم بناؤ، قلب کو سلیم بناؤ کیونکہ دل بادشاہ ہے، جب ملک کا بادشاہ بگڑتا ہے تو پورے ملک میں فساد پیدا ہوجاتا ہے اور دل پورے جسم کا بادشاہ ہے۔ لہٰذا دل کو درست کرو، اگر قلب منور ہوگیا تو سارا جسم منور ہوجائے گا۔

اہل اللہ کے دل کی مثال قیمتی موتی کی ہے

دل گلستاں تھا تو ہر شے سے ٹپکتی تھی بہار
دل بیاباں ہوگیا عالم بیاباں ہوگیا

دل میں غم آ گیا تو پھول وکلیاں کچھ اچھے نہیں لگتے۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کانٹوں میں مسکرا رہا ہے اور ایک شخص پھولوں میں خودکشی کی اسکیمیں بنا رہا ہے حالانکہ چاروں طرف پھولوں کے گملے ہیں، کیونکہ دل میں غم بھرا ہوا ہے اور جو کانٹوں میں ہنس رہا ہے، معلوم ہوا اس کے دل میں کوئی ایسی خوشی ہے کہ کانٹے وہاں تک نہیں پہنچ سکتے۔

تو جس کا دل خوش ہوتا ہے وہ کانٹوں میں بھی ہنستا ہے۔ اسی لیے اہل اللہ کو دل میں نور عطا کیا جاتا ہے، انبیاء کو دل ہی تو نورانی دیا جاتا ہے، اگر

جسم نورانی ملتا تو اس نور کو دیکھ کر کوئی کافر کافر نہ رہتا، سب مسلمان ہوجاتے، لیکن جس طرح بڑے بکسے میں چھوٹا بکسہ ہر ایک کو نظر نہیں آتا لیکن اس چھوٹے بکس میں جو قیمتی ہیرا ہوتا ہے اس سے بڑے بکس کی قیمت بھی لگ جاتی ہے۔ اسی لیے قلب کی درستی کے لیے خانقاہوں میں محنتیں کی جاتی ہیں، بڑے بڑے انگریزی داں لوگ جب خانقاہ پہنچے تو بڑے بڑے ولی اللہ بن گئے۔

آئینہ بنتا ہے رگڑے لاکھ جب کھاتا ہے دل
کچھ نہ پوچھو دل بڑی مشکل سے بن پاتا ہے دل

تو تزکیۂ قلب اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ پاک دل میں آتے ہیں، دل کی اصلاح کے لیے ہی اہل اللہ کی صحبتیں اٹھائی جاتی ہیں۔ دیکھئے! انڈا مرغی کی صحبت سے کہاں سے کہاں پہنچ جاتا ہے، مردہ انڈے کو کیسے حیات مل جاتی ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کئی مریض کسی ڈاکٹر کے علاج سے اچھے ہوجائیں تو تم بھی اس سے علاج کرا کر دیکھو لہٰذا سال دو سال کسی اللہ والے کے پاس بیٹھ کر دیکھو دل خود فیصلہ کرلے گا۔ آپ بتائیے! اگر اللہ والوں کے پاس کچھ نہیں ملتا تو اتنے لوگ کیوں ان کے پاس، ان کی صحبتوں میں مشقتیں اٹھاتے اور تکلیفیں برداشت کرتے ہوئے جاتے ہیں؟

سوءِ قضا کے حسنِ قضا سے بدلنے کی دلیل

تو دوستو! قلب سنورتا ہے صحبتِ اہل اللہ سے، ان کی صحبت سے بدبختی، شقاوت اور سوءِ قضا حسنِ قضا سے بدل جاتی ہے، میں تو یہ کہتا ہوں تقدیریں بدل جاتی ہیں۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو اس انداز سے فرمایا کہ بیوقوف سے بیوقوف بھی سمجھ جائے۔ فرماتے ہیں اے خدا! قضا اور

فیصلہ کو بدلنا آپ کے لئے کیا مشکل ہے کیونکہ آپ کی قضا، آپ کے فیصلے آپ پر حاکم نہیں ہو سکتے، آپ کے محکوم ہیں۔ لہٰذا ہمارے لئے آپ نے کوئی ایسی قضا لکھی ہو جو ہمارے لئے مضر ہے تو آپ اس سوء قضا کو حسن قضا سے بدل دیجئے۔ یہ نہیں کہ فیصلہ کر کے آپ معطل ہو گئے کہ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ نعوذ باللہ اب جانِ رومی کی دعا سنئے۔ کیا دُعا کرتے ہیں! مولانا رومی کو اللہ نے زبان اور الفاظ بھی کیا غضب کے عطا فرمائے ہیں، فرماتے ہیں ؎

بگزراں از جانِ ما سوء القضاء

وامبر مارا زِ اخوانِ الصفاء

اے اللہ! اگر آپ نے میرے لئے جہنمی ہونے کا فیصلہ لکھ دیا ہے، تو اس فیصلہ کو جنتی ہونے سے بدل دیجئے۔ اگر کوئی یہ اِشکال کرے کہ جب اللہ نے کسی کے بارے میں سوء قضا کا فیصلہ کر لیا تو اب وہ دعا سے کیسے بدلے گا؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فیصلہ پر حاکم ہیں، محکوم نہیں ہیں اور اگر دعا سے قضا نہیں بدلتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو یہ دعا کیوں سِکھاتے:

((اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡٓ اَعُوۡذُبِكَ مِنۡ جَھۡدِ الۡبَلَآءِ وَدَرۡكِ الشَّقَآءِ وَسُوۡٓءِ الۡقَضَآءِ وَشَمَاتَةِ الۡاَعۡدَآءِ))

(صحیح البخاری، کتابُ القدر، باب من تعوذ باللہ، ج:۲، ص:۹۷۹)

اے اللہ میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں شدید مشقت سے اور بدبختی اور شقاوت کے پکڑ لینے سے اور سوء قضا سے یعنی ان فیصلوں سے جو ہمارے لئے برے ہیں اور دشمنوں کے طعن و تشنیع سے۔ تو معلوم ہوا کہ دعا سے سوء قضا بدل جاتی ہے کیونکہ اللہ اپنے فیصلہ پر حاکم ہیں، کوئی اور ان کے فیصلہ کو نہیں بدل سکتا لیکن وہ جب چاہیں اپنے فیصلہ کو خود بدل سکتے ہیں۔

اکرامِ اولیاء کا انعام

آخرت بنانے کا جو سہارا ملے اسے غنیمت سمجھو اور کسی سہارے کو ہاتھ سے نہ جانے دو کیونکہ بڑا گاڑھا دن آنے والا ہے۔ اگر کوئی ہمیں کہتا ہے کہ اللہ والوں کی جوتیاں اٹھانے سے جنت مل جائے گی تو ہم تو ان کا پاخانہ اٹھانے کو تیار ہیں جوتیاں اٹھانا تو کیا چیز ہے۔ ہم انہیں دیکھیں گے بھی محبت سے کہ شاید ہمارا یہی عمل قبول ہو جائے۔

ایک گھسیارہ، لکڑہارا جو لکڑی کاٹ کر آیا اور دریا پر وضو کر رہا تھا اور دریا کا پانی اس کی طرف سے بہہ کر امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جہاں نشیب تھا، وہاں جارہا تھا جہاں وہ وضو کر رہے تھے تو وہ گھسیارہ ادب کے خیال سے اپنی جگہ سے اٹھ کر امام احمد ابن حنبل سے نیچے کی طرف آ گیا کہ میرے وضو کا پانی امام صاحب کی طرف بہہ کر نہ جائے۔ تو محدث عظیم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مشکوٰۃ کی شرح مرقاۃ میں لکھتے ہیں کہ جب اس کا انتقال ہو گیا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو اس نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا جو تو نے ادب کیا تھا، اس ادب کرنے کی وجہ سے میں نے تجھے بخش دیا۔ بسا اوقات اللہ تعالیٰ ایک ادا پسند کر لیتے ہیں تو اس شخص کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیتے ہیں:

﴿يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ﴾

(سورۃ الفرقان، آیت: ۷۰)

اور اس کی جگہ نیکیاں لکھ دیتے ہیں اور اسے توبہ و استغفار کی توفیق دے دیتے ہیں اور اس کا کام بن جاتا ہے۔ شاہ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر موضح القرآن میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے عرشِ اعظم کے سامنے ایک جملہ لکھا ہوا ہے:

((سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ غَضَبِيْ))

(صحیح البخاری، کتاب التوحید، باب قول اللہ بل ھو قرآن مجید، ج: ۲، ص: ۱۱۲۰)

یعنی میری رحمت اور میرے غضب میں دوڑ ہوئی تو میری رحمت میرے غضب سے آگے بڑھ گئی۔ تو شاہ صاحب لکھتے ہیں کہ یہ بورڈ اللہ تعالیٰ نے اپنے سامنے کیوں لکھوایا ہوا ہے؟ فرماتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ نے مراحمِ خسروانہ کے طور پر لکھا ہوا ہے کہ اگر کوئی قانون کی رو سے نہ بخشا جائے تو میں اپنے شاہی رحم سے اُسے بخش دوں گا۔ کیا کہیں! اُس کریم پر کتنی جانیں فدا کی جائیں کہ وہ راضی ہوجائیں۔ اللہ تعالیٰ کی شانِ رحمت تو دیکھو کہ وہ کتنے ارحم الراحمین ہیں۔

عقل میں سلامتی کیسے آتی ہے؟

تو میں عرض کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ سے عقل اور فہم کی سلامتی مانگنی چاہیے جو اللہ والوں کی صحبت سے نصیب ہوتی ہے۔ حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صرف کتابیں پڑھنے سے عقل میں سلامتی نہیں آتی بلکہ محض اپنے علم پر تکیہ کرنے سے پیچ در پیچ مسائل شروع ہوجاتے ہیں اور دلدل میں دھنستا چلا جاتا ہے، آدمی دلدل میں جتنا اچھلتا ہے اتنا ہی گہرائی میں چلا جاتا ہے لہٰذا ایک آدمی دلدل سے باہر ہونا چاہیے جو رسی ڈال کر دلدل میں دھنسنے والے کو باہر کھینچ لے۔ اسی طرح جب تک آسمان سے مدد نہ آجائے زمینی دلدل سے کوئی نہیں نکل سکتا، اللہ کی رہنمائی ہی اسے بچاسکتی ہے یا وہ آسمانی لوگ جو اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق رکھتے ہیں ان کی صحبت فائدہ کرتی ہے۔

شاعر عبدالحفیظ جونپوری کی توبہ کا واقعہ

مجذوب خواجہ صاحب نے ایک دن مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ کیا کسی ولی اللہ کو اختیار ہے کہ وہ کسی کو ولی اللہ بنادے؟ تو مولانا نے جواب دیا کہ اختیار تو نہیں ہے لیکن ان کی صحبت میں یہ خاصیت ہے کہ جو ان

سے محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر فضل فرما ہی دیتے ہیں۔ چنانچہ عبدالحفیظ جونپوری شاعر جب تھانہ بھون پہنچ گئے تو ڈاڑھی جو سفر میں تھوڑی تھوڑی بڑھ گئی تھی منڈادی، اور حضرت سے عرض کیا کہ حضرت! بیعت کرلیجئے۔ مولانا تھانوی نے فرمایا کہ یہاں آکر شاہی سبزہ کیوں کٹوایا؟ یہ شاہی باغ ہے، یہ ہمارے گال ہماری ملکیت نہیں ہیں کہ جیسے چاہیں ڈاڑھی منڈاتے رہیں۔ غلام سر سے پیر تک غلام ہوتا ہے، وہ اپنی کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا، اس کی ہر چیز مالک کی ہوتی ہے، اور اگر کہیں ڈاڑھی منڈوانے والے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم قیامت کے دن نظریں پھیرلیں تو کہاں جائیں گے؟ سوچو اس کو - شفاعت کی امید رکھنے والو! یہ نیت تو کرلو کہ مرنے سے پہلے پہلے ڈاڑھی رکھ لیں گے، ابھی اگر ڈاڑھی رکھنے کی ہمت نہیں ہے تو یہ نیت کرنے میں تو کوئی ڈر خوف نہیں ہے کہ مرنے سے پہلے پہلے گال ایسے بنالیں گے کہ آپ بھی خوش ہوں اور آپ کا نبی بھی خوش ہوجائے۔ سکھوں کو دیکھو کہ اپنے مذہب کا کتنا خیال ہے، ہر جگہ ڈاڑھی اور پگڑی پہنتے ہیں اور کوئی شرم نہیں محسوس کرتے۔ حالانکہ اُن کی یہ ڈاڑھی اور پگڑی بوجہ کفر کے اُن کے لئے کچھ مفید نہیں۔ تو جب حضرت تھانوی نے عبدالحفیظ شاعر سے پوچھا جب تم توبہ کے ارادہ سے آئے ہی تھے تو یہاں آکر ڈاڑھی کیوں منڈادی؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ آپ حکیم الامت ہیں اور میں مریض الامت ہوں، میں چاہتا ہوں کہ میرا ہر مرض آپ پر ظاہر ہوجائے۔ اب ان انشاء اللہ کبھی نہیں منڈواؤں گا پھر حضرت حکیم الامت سے ان کا تعلق ہوا تقریباً ایک سال کے بعد حضرت حکیم الامت کا جونپور کا سفر ہوا تو عبدالحفیظ جونپوری بھی ملنے آئے۔ اِدھر سے میرے شیخ بھی اعظم گڑھ سے پہنچے، تو حضرت حکیم الامت نے میرے شیخ سے دریافت فرمایا کہ یہ بڑے میاں، بڑی ڈاڑھی والے کون

ہیں؟ تو حضرت نے عرض کیا کہ یہ وہی شاعر عبدالحفیظ جونپوری ہیں، جنہوں نے آپ کے ہاتھ پر توبہ کی تھی ۔ یہ بڑی اچھی موت مرے، استغفار کرتے کرتے اور روتے روتے ان کا انتقال ہوا۔ تو جب حضرت حکیم الامت نے انہیں بیعت فرمایا تو انہوں نے یہ اشعار کہے ؎

مری کُھل کر سیہ کاری تو دیکھو
اور اُن کی شانِ ستاری تو دیکھو
گڑا جاتا ہوں جیتے جی زمیں میں
گناہوں کی گراں باری تو دیکھو
کرے بیعت حفیظؔ اشرف علی سے
بہ ایں غفلت یہ ہشیاری تو دیکھو

تو اس طرح لوگ اہل اللہ کی صحبت میں حاضر ہوکر اپنی بگڑی بنا گئے۔

وَاعْفُ عَنَّا کی تفسیر

اب وَاعْفُ عَنَّا کی تفسیر سنئے کہ اللہ تعالیٰ کس طرح معافی کا مضمون سکھا رہے ہیں۔ اگر خود بادشاہ کی طرف سے معافی نامہ کا مضمون آجائے کہ ہم سے اس مضمون سے معافی مانگو تو ہم معاف کردیں گے اور پھر کوئی مجرم اس میں شبہ کرے تو اس پر دفعہ جرم عائد ہوجائے گی، وہ اس قانون کے تحت پکڑلیا جائے گا کہ اس نے بادشاہ کے کلام میں شبہ کیا جبکہ اس معافی نامہ پر بادشاہ کے دستخط بھی ہیں۔ تو وَاعْفُ عَنَّا میں عَفْوٌ کے معنیٰ مَحْوٌ یعنی مٹانے کے ہیں۔

اُمْحُ اٰثَارَ ذُنُوْبِنَا

(روح المعانی: ج۳ص ۷۱، مکتبہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

اے اللہ! ہمارے گناہوں کے آثار بھی مٹا دیجئے۔ جب انسان سے کوئی گناہ سرزد ہوتا ہے تو چار گواہ تیار ہوتے ہیں اور چاروں گواہ قرآن سے ثابت ہیں۔

اعمال پر گواہ بن جاتے ہیں

نمبر۱: زمین۔ جس پر انسان سے گناہ سرزد ہوتا ہے، وہ زمین گواہ بن جاتی ہے۔

يَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝

(سورۃ الزلزال۔ آیت ۴)

ترجمہ: اس روز زمین اپنی سب (اچھی بری) خبریں بیان کرنے لگے گی (بیان القرآن) صحابہ نے پوچھا کہ یارسول اللہ زمین کیا خبریں بیان کرے گی۔ آپ نے ارشاد فرمایا کہ زمین پر جو اعمال کئے جارہے ہیں، ان کی گواہی دے گی۔ جیسے ٹیپ ریکارڈ وغیرہ یہ لوہا وغیرہ آخر زمین ہی سے تو پیدا ہو رہے ہیں۔ جب لوہے کا ٹیپ ریکارڈ ماضی کا تمام ریکارڈ سنا سکتا ہے تو زمین کی گواہی پر کیوں تعجب کرتے ہو۔

نمبر ۲: اعضاء۔ انسان کے وہ اعضاء جن سے گناہ کرتا ہے وہ قیامت کے دن ان گناہوں کی گواہی دیں گے۔

اَلْيَوْمَ نَخْتِمُ عَلٰى اَفْوَاهِهِمْ وَتُكَلِّمُنَآ اَيْدِيْهِمْ وَتَشْهَدُ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ ۝

(سورۃ یٰس۔ آیت: ۶۵)

ترجمہ: قیامت کے دن ان کے منہ پر یعنی زبانوں پر مہر لگادی جائے گی اور ان کے ہاتھ باتیں کریں گے اور ان کے پاؤں گواہی دیں گے جو کچھ یہ لوگ کیا کرتے تھے۔ وہی اعضاء جن کی لذت کے لئے گناہ کئے تھے، وہی کان جن سے ساز گانے اور بری باتیں سنی تھیں، وہی آنکھیں جن سے حرام نظر بازی کی تھی وہی گواہی دیں گی۔

چشم گوید کردہ ام غمزہ حرام
گوش گوید چیدہ ام سوء الکلام

کان کہیں گے ہم نے گانے سنے، غیبتیں سنیں، موسیقی سنی۔

لب بگوید من چنیں بوسیدہ ام
دست گوید من چنیں دزدیدہ ام

ہونٹ کہیں گے ہم نے حرام بوسے لئے۔ ہاتھ کہیں گے کہ ہم نے اس طرح چوری کی تھی۔

نمبر ۳: فرشتے۔ تیسرے گواہ فرشتے ہیں۔

كِرَامًا كَاتِبِيْنَ ○ يَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ ○

(سورۃ الانفطار: آیت ۱۱، ۱۲)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہماری طرف سے تم پر نگہبان عزت والے اور تمہارے اعمال لکھنے والے مقرر ہیں جو تمہارے سب افعال کو جانتے ہیں۔

نمبر ۴: چوتھا گواہ نامۂ اعمال ہے۔

وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتْ ○

(سورۃ التکویر: آیت ۱۰)

ترجمہ: اور جب اعمالنامے کھول دیئے جائیں گے (تاکہ سب اپنے اپنے عمل دیکھ لیں)

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ چار گواہ ہمارے اوپر قیامت کے دن پیش ہو جائیں گے تو کیا کرنا چاہیے؟ وہ لوگ جو اپنی جانوں پر ظلم کر چکے اور اپنے خلاف گواہ تیار کر چکے، کیا ان کے لئے کوئی صورت ایسی ہے کہ یہ گواہ قیامت کے دن نہ پیش ہوں اور گواہی ختم ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے ہم کو ایک نسخہ بھی بتا دیا کہ اگر تم گناہ کر چکے اور چار چار گواہ اس گناہ پر تمہارے خلاف مقرر ہو چکے تو اب تمہاری بگڑی کیسے بنے گی؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہماری بگڑی کے چاروں گواہوں کو ختم کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کیمیکل عطا فرما دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے ذریعہ

بندوں کو ایک ایسا پاؤڈر دے دیا کہ اگر وہ گناہوں پر چھڑک دیا جائے تو گناہوں کا پتہ ہی نہیں چلتا کہ کہاں گئے۔ سب گواہ ختم ساری ریل صاف۔ وہ کیا ہے؟

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے التشرف فی احادیث التصوّف میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔

اِذَا تَابَ الْعَبْدُ اَنْسَی اللّٰہُ الْحَفَظَۃَ ذُنُوْبَہٗ وَاَنْسٰی ذٰلِکَ جَوَارِحَہٗ وَمَعَالِمَہٗ مِنَ الْاَرْضِ حَتّٰی یَلْقَی اللّٰہَ وَلَیْسَ عَلَیْہِ شَاھِدٌ مِّنَ اللّٰہِ بِذَنْبٍ

(جامع صغیر: ج ۱ ص ۲۱)

یعنی بندہ جب توبہ کر لیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ملائکہ کو بھی بھلا دیتا ہے اور جن اعضاء سے گناہ ہوا تھا ان اعضاء سے بھی بھلا دیتا ہے اور جہاں زمین پر گناہ ہوئے تھے زمین کے نشانات بھی مٹا دیتا ہے، اور رہ گیا نامۂ اعمال، تو اس صحیفہ پر بھی جہاں جہاں گناہ لکھے ہوئے تھے، وہ جگہ صاف کر دیتے ہیں۔ اب اگر کسی صفحہ سے کچھ مٹایا جائے تو اس کا نشان باقی رہتا ہے جس سے معلوم ہو جاتا ہے کہ کوئی چیز یہاں لکھی ہوئی تھی، بعد میں مٹائی گئی ہے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنے تائبین بندوں کی آبرو کا یہاں تک خیال فرمایا کہ ان ان جگہوں پر، جہاں گناہ لکھے ہوئے تھے اور وہ جگہ صاف کر دی تھی، وہاں پر نیکیاں لکھ دیں گے تا کہ کوئی شبہ بھی نہ کر سکے۔

فَاُولٰٓئِکَ یُبَدِّلُ اللّٰہُ سَیِّاٰتِھِمْ حَسَنٰتٍ

(سورۃ الفرقان: آیت ۷۰)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ ان کی برائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ قیامت کے دن توبہ کرنے والے کو خدا کے فضل و رحمت سے ہر بدی کے بدلے نیکی ملے گی اور یہ مضمون متعدد احادیث سے ثابت ہے۔ (معارف القرآن: الکاندھلوی، ج ۵، ص ۵۲۵)

یہاں تک کہ وہ شخص قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس کے گناہ پر کوئی گواہی دینے والا نہ ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی شانِ ستاری

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو نقل کر کے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے گناہوں کو مٹانے کے لیے ملائکہ کو بھی استعمال نہیں کیا بلکہ اپنی طرف نسبت فرمائی کہ اَنْسَی اللّٰہُ یعنی اللہ بھلا دے گا۔ اس کا راز کیا ہے؟ تا کہ فرشتے قیامت کے دن طعنہ نہ دے سکیں کہ تم تھے تو نالائق مگر ہم نے تمہاری خطاؤں کو مٹا دیا تھا۔ فرشتوں کے احسان سے اپنے بندوں کو بچا لیا اور اپنے غلاموں کی آبرو رکھ لی۔ دنیا میں کوئی ایسا بادشاہ نہیں گذرا جو کسی پھانسی کے مجرم کو معاف کر دے اور کہہ دے کہ اس کی جتنی فائلیں ہیں وہ بھی ختم کر دو۔ دنیا کے بادشاہ ایسا نہیں کرتے، وہ اگر معاف بھی کرتے ہیں تو ان کی عدالتوں میں سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ میں اس کے جرم کا ریکارڈ محفوظ رکھا جاتا ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ جس کو معافی دیتے ہیں، اس کے تمام گواہ اور دستاویزات اور اس کے جرائم کا تمام ریکارڈ ختم کر دیتے ہیں۔ دیکھو اللہ تعالیٰ کیسے کریم ہیں، ان کے کرم کے مقابلہ میں دنیا کے سلاطین کہاں سے کرم لائیں گے۔ کیا شان ہے اس کریم سلطان السلاطین کی۔

حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب کا شعر ہے ؎

میں ان کے سوا کس پہ فدا ہوں یہ بتادے
لا مجھ کو دکھا ان کی طرح کوئی اگر ہے

اللہ تعالیٰ نے جو سرکاری مضمون معافی کا نازل فرمایا کہ ہم سے اس طرح مانگو، اب اس کا ترجمہ مع تفسیر کرتا ہوں۔ (روح المعانی: ج ۳، ص ۷۱، مکتبہ دار احیاء التراث العربی، بیروت)

وَاعْفُ عَنَّا کا ترجمہ علامہ آلوسی نے کیا ہے اُمْحُ اٰثَارَ ذُنُوْبِنَا یعنی ہمارے گناہوں کے آثار ونشانات اور گواہوں کو مٹا دیجیے اور وَاغْفِرْ لَنَا کے

معنیٰ ہیں بِسَتْرِ الْقَبِیْحِ وَاِظْھَارِ الْجَمِیْلِ ہماری برائیوں پر ستاری کا پردہ ڈال دیجئے اور ہماری نیکیوں کو خلق پر ظاہر فرما دیجئے بعینہٖ یہی بات ہر باپ اپنے بیٹے کے لئے چاہتا ہے کہ میرے بیٹے کی برائیوں پر پردہ ہوجائے اور کچھ اس کے کارناموں کی ریڈیو، اخبارات وغیرہ میں تشہیر ہوجائے۔ یہ تو اللہ تعالیٰ نے صرف ایک حصہ رحمت دنیا میں نازل کی ہے، جب ماں باپ کی محبت کا یہ عالم ہے کہ ماں اپنے بیٹے کے لئے شوہر سے لڑتی ہے کہ میرے بیٹے پر اتنی سختی کیوں کرتے ہو؟ حالانکہ بیٹا تو دونوں ہی کا ہے، کہتی ہے تم بھی تو بچپن میں ایسے ہی کھیلتے پھرتے تھے، نرمی سے بھی سمجھا سکتے ہو۔

حضرت حکیم الامت کے ایک خلیفہ، کراچی میں تھے اور ان کے بیٹوں میں سے کسی کے ڈاڑھی نہیں تھی۔ لیکن میں نے خود دیکھا کہ ہمیشہ ان کے ساتھ شفقت ومحبت کا تعلق رکھا، کسی نے کہا کہ آپ اپنے بیٹوں کو ڈاڑھی رکھنے کے لئے کیوں نہیں کہتے؟ تو فرمایا کیا میری ڈاڑھی خود انہیں یہ سبق نہیں دے رہی ہے؟ لیکن دُعا کرتے رہے، اب دیکھتا ہوں کہ سب ماشاء اللہ ڈاڑھی رکھے ہوئے ہیں اور لباس بھی شرعی پہننے لگے۔ تو خاموشی بھی کبھی ہدایت کر جاتی ہے ؎

دل کی بات آنکھوں سے پالی جائے گی
بے سوالی بھی نہ خالی جائے گی

ایک ہندو پنڈت کے اسلام لانے کا واقعہ

شاہ عبدالغنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں دہلی میں ایک پنڈت آیا کرتا تھا۔ وہ وہیں کنویں کے ڈول سے پانی نکالتا، نہاتا اور سورج کی پوجا کرتا تھا اور شاہ صاحب کی مجلس اور درس جاری رہتا تھا پھر وہ اپنی عبادت سے فارغ ہوکر شاہ صاحب کی مجلس میں آکر

بیٹھتا تھا اور خوب مزہ بھی پاتا تھا۔ شاہ صاحب نے ساری زندگی کبھی اس کو نہیں ٹوکا کہ پنڈت جی! سورج کو کیوں پوجتے ہو؟ اس شاہی خاندان! ولی اللّٰہی خاندان میں آ کر تم غیر اللہ کی پوجا کرتے ہو، لوگ کیا کہیں گے کہ شاہ ولی اللہ کے خاندان میں شاہ عبدالعزیز کے پاس ایک پنڈت آتا ہے اور سورج کو پوجتا ہے اور وہ منع بھی نہیں کرتے۔ شاہ صاحب نے کبھی اس کو کچھ نہیں کہا، مریدین سے فرماتے تھے کہ یہ جو میرے پاس آتا ہے تو اس کے دل میں کوئی چراغ چھوٹا سا ایمان کا ٹمٹما رہا ہے، ورنہ کیوں آتا میرے پاس، ایک دن دیکھنا، انشاء اللہ میری دعائیں رنگ لائیں گی۔

مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حکیم جالینوس ایک مرتبہ کہیں جا رہا تھا، اس کو دیکھ کر ایک پاگل ہنسا اور آنکھ بھی ماری۔ تو جالینوس واپس دواخانہ آیا اور ملازم سے کہا مجھے پاگلوں والی معجون کھلا دو۔ اس نے کہا حضور! ابھی تو آپ صحیح، تندرست باہر گئے تھے، یہ پانچ منٹ میں کیا بات ہوگئی؟ کہنے لگا کہ مجھے دیکھ کر ایک پاگل خوش ہوا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پاگل پن کے کچھ جراثیم میرے اندر بھی ہیں۔

اس مثال سے مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر کسی اللہ والے کو دیکھ کر یا اللہ والوں کی شکل میں کسی کو دیکھ کر کوئی خوش ہوتا ہے، شکل دیکھ کر چاہے وہ نقل ہی کیوں نہ ہو، حقیقت بھی نہ ہو، تو شاید پر بھی اُمیدیں بندھ جاتی ہیں۔ جیسے کسی نوجوان نے شادی کے لئے کسی کو کہا کہ میرا کوئی نہیں ہے، تم میری شادی کرا دو۔ وہ دھوکہ دے کر اس کی رقم اور مٹھائی کا ڈبہ بھی لے گیا تو وہ مایوس نہیں ہوتا ہے، پھر دوسرا کوئی اُمید دلاتا ہے تو اس کو بھی مٹھائی کا ڈبہ پیش کرتا ہے کہ شاید اس سے میرا کام بن جائے۔ اس شاید پر اگر اس کے کئی مٹھائی کے ڈبے بھی خرچ ہو جائیں تو مایوس نہیں ہوتا ہے۔ لیکن اللہ کی تلاش میں اگر کسی ایک سے دھوکہ لگ جائے تو ہمیشہ کے لئے

مولویوں کو بدنام کرتے ہیں۔ اے بھئی، تلاش کرو۔ مولانا رومی فرماتے ہیں۔

درتنگِ دریا گہر باسنگ ہاست
فخر ہااندرمیان ننگ ہاست

کنکریوں کے درمیان ہی تو موتی چھپا ہوتا ہے، ہاتھ مارو گے تو دو چار پتھر بھی آئیں گے لیکن کبھی موتی بھی ہاتھ آجائے گا انہی ذلیل لوگوں میں کوئی صاحبِ فخر بھی مل جائے گا، اللہ والوں کے لباس میں کوئی مکّار بھی مل سکتا ہے لیکن انشاء اللہ کبھی اصلی موتی بھی مل جائے گا۔ موتی کی تلاش میں دریا میں غوطے لگاتے رہو۔

انہی کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہے
وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

جس کو اللہ تعالیٰ کی تلاش کی توفیق ہوگئی، یہ علامت ہے کہ اُسے مولیٰ ملنے والا ہے، یہ فیصلے آسمان پر ہوتے ہیں، یہ توفیق وہی دیتے ہیں۔

محبت دونوں عالم میں یہی جا کرپکار آئی
جسے خود یار نے چاہا اُسی کو یاد یار آئی

تو شاہ عبدالعزیز صاحب کا ضبط دیکھئے کہ روزانہ بلا ناغہ ان کے سامنے وہ شرکیہ عمل کرتا رہا اور آپ برداشت کرتے رہے کہ اگر اس کو ٹوکوں گا تو یہ یہاں آنا بھی چھوڑ دے گا، بھاگ جائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مہمان نوازی کا واقعہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمیشہ مہمانوں کے ساتھ کھانا کھاتے تھے۔ جتنے نبی آئے ہیں، کوئی نبی بخیل نہیں ہوا، سب کریم اور سخی تھے ہمیشہ جب وہ کھانا کھاتے تھے تو کسی نہ کسی کو بلا لیتے تھے کہ آؤ بھئی ساتھ کھانا کھاتے ہیں۔ ایک مرتبہ کوئی مسلمان نہ ملا تو ایک کافر کو دعوت دے کر دسترخوان پر لے

آئے۔ ابھی اس نے دو تین لقمہ کھائے تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اُسے اسلام لانے کی دعوت دی کہ تمہارا اسلام قبول کرنے کو جی چاہتا ہے یا نہیں؟ بس یہ سن کر تو وہ غصہ میں آگ بگولا ہوگیا اور لقمہ چھوڑ کر بھاگا کہ آپ دو لقمہ روٹی کھلا کر میرا ستر برس کا دھرم بدلنا چاہتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے وحی نازل فرمائی کہ اے ابراہیم اس ستر سالہ کافر کو میں اس کے کفر کے باوجود ستر سال سے روٹی روزی دے رہا ہوں اور تم نے دو لقمہ میں اس کے مذہب کو خریدنا چاہا، اتنی جلد بازی کیوں کی؟ جاؤ، اس کو پکڑ کے لاؤ، ہمارے ساتھ کفر کرتا ہے، تمہارے ساتھ تو نہیں کرتا، بس حضرت ابراہیم علیہ السلام دوڑے گئے اور اس کو پکڑا کہ بھئی واپس چلو، اللہ نے اپنے خلیل اور پیغمبر کو تمہاری وجہ سے عتاب فرمایا۔ اُس نے تعجب سے پوچھا کہ اچھا! مجھ جیسے کافر کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل کو عتاب کیا، میں ایسے اللہ کریم پر ایمان لاتا ہوں اور مسلمان ہوگیا۔

تو میں عرض کر رہا تھا کہ شاہ عبد العزیز صاحب اس پنڈت کی کفریہ عبادت پر ضبط کرتے رہے، یہاں تک کہ ان کا انتقال ہوگیا، آہ، ایسا ظرف کوئی آج دکھائے! شاہ صاحب کے انتقال کے بعد ان کے نواسے اور محدثِ عظیم مولانا شاہ محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا زمانہ آگیا۔ وہ پنڈت شاہ صاحب کی زندگی میں اسلام نہیں لایا۔ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ارے یہ بھی کوئی بزرگ ہیں؟ ان کے یہاں کیسے کیسے لوگ آتے ہیں؟ فلاں آدمی پر بھی مہربان ہیں حالانکہ اس کے تو ایسے ایسے اعمال ہیں۔ ارے بھئی یہ بتاؤ، مریضوں سے کہیں نفرت کی جاتی ہے؟ مریضوں کو اسپتال سے بھگایا جاتا ہے یا ان کا علاج کیا جاتا ہے؟

آخر مولانا شاہ اسحٰق صاحب کے زمانہ میں وہ اسلام لے آیا۔ تو

حضرت شاہ محمد اسحٰق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اگر تم نانا جان کی حیات میں اسلام لاتے تو وہ بہت خوش ہوتے، تم نے بہت تاخیر کی۔ اس نے کہا دل میں اسلام اسی وقت لا چکا تھا، اظہار کی ہمت نہیں ہو رہی تھی، یہ اسلام لانا تمہارے ہاتھ پر مقدر تھا، لاؤ ہاتھ بڑھاؤ اور کلمہ پڑھ لیا۔

تو اس کے اسلام لانے میں شاہ عبد العزیز صاحب کی محنت شامل ہے یا نہیں؟ اگر وہ اس کو ڈانٹ دیتے کہ کیا ہمارے سامنے یہ سب کفریات کرتا ہے، بھاگ یہاں سے، تو کیا وہ اسلام قبول کرتا؟ تو اللہ والوں کے جگر اور وسعتِ قلب کو کون سمجھ سکتا ہے؟ وہی ہے کہ ہاتھی بان جس سے دوستی کرتا ہے، اس کا دروازہ بھی بڑا بنا دیتا ہے، اسی طرح اللہ جس کے دل کو اپنا بناتا ہے، اُس کے قلب کو بھی بڑا بناتا ہے۔

چرخ در گردش اسیرِ ہوشِ ماست
بادہ در جوشش گدائے جوشِ ماست

مولانا رومی فرماتے ہیں کہ اللہ والوں کے دل میں سارا آسمان گردش کرتا ہے کیونکہ ان کے دل میں جب خالق آجاتا ہے تو خالق مع اپنی مخلوقات کے آتا ہے، سارے آسمان و زمین اس کے قلب کے ادنیٰ قیدی ہوتے ہیں اور یہ شراب کیا جانے مستی کو، اس کی مستی اللہ والوں کی مستی کی گدا اور فقیر ہے۔

اور وَارْحَمْنَا کے کیا معنی ہیں؟ جب معافی ہوگئی اور مغفرت ہوگئی اب سکھا رہے ہیں کہ جب ہم نے تمہیں معاف کر دیا اور تمہاری خطائیں بخش دیں تو اب ہم سے رحمت کی درخواست کرو۔ تو یہ رحمت کیا چیز ہے؟ پہلے میں حکیم الامت کی تفسیر پیش کرتا ہوں حضرت فرماتے ہیں کہ اس رحمت میں چار نعمتیں شامل ہیں۔ (۱) توفیقِ طاعت (۲) فراخیٔ معیشت (۳) بے حساب مغفرت (۴) دخول جنت

جس طرح جب بیٹے نے معافی مانگ کر ابا کو خوش کرلیا تو ابا سے اپنا جیب خرچ جاری کرالیتا ہے، تو اللہ تعالیٰ سکھارہے ہیں کہ تم بھی اپنے ربا سے اپنا جیب خرچ جاری کرالواور کہو وَارْحَمْنَا اے ہمارے ربا! ہم پر رحمت نازل فرمایئے۔

اور اَلرَّحِیْمُ کی تفسیر علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ کی ہے:

اَلْمُتَفَضِّلُ عَلَیْنَا بِفُنُوْنِ الْاٰلَاءِ مَعَ اسْتِحْقَاقِنَا لِاَ فَانِیْنِ الْعِقَابِ

(تفسیر روح المعانی: سورۃ التوبۃ آیت ..، ج ۱۱، ص ۲۲، مکتبہ دار إحیاء التراث العربی، بیروت)

اے اللہ! اب ہم پر طرح طرح کی نعمتوں سے مہربانی فرمایئے، اگرچہ ہم تو طرح طرح کی سزاؤں کے مستحق ہیں۔

اب اہلِ علم حضرات ذرا غور کریں۔ دیکھئے وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا میں ضمیر مستتر استعمال ہوئی تھی، اب جب معافی ہوگئی، مغفرت ہوگئی اور رحمت کی بارش ہورہی ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ تم لوگ جو اپنی نحوستِ معاصی کی وجہ سے حالتِ استتار میں تھے، اب ضمیر مستتر مت استعمال کرو کیونکہ تمہاری معافی، مغفرت اور نزولِ رحمت کے بعد اب تمہارے حجابات اُٹھ چکے، گناہوں کے اندھیرے چھٹ گئے۔

پردے اُٹھے ہوئے بھی ہیں ان کی اِدھر نظر بھی ہے
بڑھ کے مقدر آزما سر بھی ہے سنگِ در بھی ہے

لہٰذا اب ہم سے براہِ راست باتیں کرو، اب ضمیرِ بارز استعمال کرو اور کہو اَنْتَ مَوْلٰنَا آپ ہمارے مولا ہیں۔ اَنْتَ جب ہی استعمال ہوتا ہے جب کوئی سامنے ہوتا ہے، اب ہم تمہارے سامنے ہیں لہٰذا اب اَنْتَ مَوْلٰنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا کہے جاؤ اور ہماری حضوری کا لطف لئے جاؤ۔

علامہ آلوسی نے اَنْتَ مَوْلٰنَا کی تین تفسیریں کی ہیں:

اَنْتَ سَیِّدُنَا وَمَالِکُنَا وَمُتَوَلِّیْ اُمُوْرِنَا

آپ ہمارے آقا ہیں، مالک ہیں اور ہمارے اُمور کے متولی ہیں۔

سیّد سے مراد یہ غلط عقیدہ والے شاہ صاحب نہیں سمجھ لینا، جو لوگوں کے ایمان پر ڈاکہ ڈال رہے ہیں اور اپنے آپ کو سیّد اور شاہ صاحب کہلاتے ہیں۔

بہروپیہ سیّدوں کا ایک لطیفہ

اس پر ایک لطیفہ سن لو۔ ہندوستان سے ہجرت کر کے آنے والوں میں ایک خاندان دُھنیا (روئی دھننے والا) اور ایک حجام کا بھی تھا۔ ان دونوں نے اپنے آپ کو یہاں آکر سیّد مشہور کر دیا۔ پھر ان میں آپس میں شادی کا موقعہ آیا تو دُھنیے کا لڑکا اور حجام کی لڑکی تھی۔ لڑکی رخصت ہو کر جب شوہر کے گھر آئی تو وہ رات بھر فرش پر سویا، چارپائی پر نہیں کیونکہ تبلیغی چلّہ سے اس کے دل میں خوف آ گیا کہ میرے ابّا نے آلِ رسول کو دھوکہ دیا ہے۔

اگلے دن لڑکی نے اپنی ماں کو سارا قصہ سنایا کہ میں چارپائی پر بیٹھی رہی اور شوہر صاحب فرش پر لیٹے رہے۔ منتشرہ بشریات مردوں تک پہنچی تو لڑکی کے باپ نے اپنے داماد سے ماجرا پوچھا۔ اس نے اپنے سسر کو بھی وہی بتادیا کہ میں دُھنیا ہوں، آپ سیّد ہیں، میں آپ کی بیٹی کے ساتھ ایسی گستاخی، بے ادبی نہیں کرسکتا۔ سسر صاحب نے اس کے کان میں کہا کہ میاں، کوئی فکر مت کرو، ہم کون سے سیّد ہیں۔ ہم بھی تو حجام ہیں۔

بس اب دُعا کر لیجئے۔ اے اللہ ہم سب کو اپنی رحمت سے اپنا بنا لیجئے۔ یااللہ! آپ کا ذکر ہوا، آپ کے گیت گائے گئے، آپ کی باتیں محبت سے سنائی گئیں، اپنی رحمت سے یہ سب قبول فرما۔ اے اللہ! اختر کی معروضات کو گذارشات کو قبول فرما۔ آپ تمام سامعین سے میں اپنی صحت کے لئے درخواست دُعا کی کرتا

ہوں کہ میں بیمار ہوں، دماغ میں ضعف رہتا ہے، اسی لئے آرام کی غرض سے میں ٹنڈو جام چلا آیا لیکن میں نے اپنا آرام خدا کی دی ہوئی توفیق سے آپ لوگوں پر قربان کر دیا آپ سب کی دعاؤں کی لالچ میں، آپ سب سے دُعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے خوب اچھی صحت عطا فرمادے، زبان اور علم اللہ نے اپنی رحمت سے عطا فرمائی ہے تو قوت بیان بھی عطا فرمادے، خاموش رہنے سے جی گھبرا جاتا ہے۔ جی چاہتا ہے مرتے دم تک میں ان کے گیت گاتا ہی رہوں اور ان کی محبت اور مغفرت اور رحمت کی شانیں بیان کرتے کرتے اختر کی روح پرواز کر جائے۔ اللہ ہم سب کو اپنا مقبول اپنا محبوب بنا لے، ہمارے دلوں کو اپنے لئے منتخب اور قبول فرمالے، اپنی ہدایت کے لئے ہمارے دلوں میں فیصلہ فرمادے اور اپنے اولیاء اور دوستوں کی زندگی عطا فرمادے، ہماری غفلت کی زندگی کو اپنی یاد کی زندگی سے تبدیل فرمادے، ہر سوءِ قضا کو اپنی رحمت سے حسنِ قضا سے بدل دے، یا اللہ! ہمارے خاتمہ کا ہمیں علم نہیں لیکن آپ علیم ہیں، آپ کے علم میں ہے کہ ہمارا خاتمہ کیسا ہونے والا ہے، یا اللہ! اگر خوانخواستہ کوئی سوءِ قضا کا فیصلہ ہو تو اے اللہ ہمارے لئے ایمان پر خاتمہ کا فیصلہ فرمالیجئے۔ آپ کا فیصلہ آپ پر حاکم نہیں آپ کا محکوم ہے، اے اللہ ہمارے حق میں جو فیصلے مضر ہوں انہیں اپنے کرم سے مفید فیصلوں سے بدل دیجئے۔ دنیا میں بھی عافیت عطا فرمائیے آخرت میں بھی عافیت نصیب فرمائیے، میدانِ محشر میں، عالمِ برزخ میں بھی بے آبرو نہ فرمائیے، اے اللہ آپ ہم سے راضی اور خوش ہوجائیے۔ آج کل مجھے یہی دُھن لگی ہوئی ہے کہ اے خدا آپ راضی اور خوش ہوجائیے پھر ہماری ٹوٹی پھوٹی نماز روزہ بھی قیمتی ہوجائے گا ورنہ ہزاروں نمازوں میں بھی آپ خوش نہ ہوئے تو ہمارے لئے خسارہ ہی خسارہ ہے۔ ہمارا یہ آپس کا مل بیٹھنا یہ آپ کے نام پر ہوا ہے، مختلف

شہروں کے، مختلف خاندانوں کے، مختلف زبانوں کے لوگ ہیں، آپ کے کلمہ پر یہاں جمع ہوئے ہیں، اس جڑنے کو قبول فرمائیے اور اپنے سے ہم سب کو جوڑ لیجئے، ایسا جوڑ لیجئے کہ ہمیں کوئی آپ سے ہٹا نہ سکے، چھڑا نہ سکے۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّآ اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ وَتُبْ عَلَيْنَآ
اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى
خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ
بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِيْنَ

